تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کی صفت اَلسَّلَامُ

(تقریر نمبر24)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ(الحشر:24)

یعنی وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے اور کبریائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بد شعار لوگ اُنہیں کچھ ستاتے ہیں
جب اُن کے مارنے کیلئے چال چلتے ہیں
جب اُس سے جنگ کرنے کو باہر نکلتے ہیں
تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رُعب نشاں سے جماتا ہے

(درثمین)

سامعین! اللہ تعالیٰ کا ایک نام **اَلسَّلَامُ** ہے۔ یہی صفت آج کی تقریر کا موضوع ہے۔

قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے لفظِ سَلَام کو مختلف پیرایوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اپنی صفت کے حوالے سے بھی بیان فرمایا ہے اور مؤمنوں کو اس صفت کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بھی فرمایا ہے۔

اس کے معانی مختلف مفسّرین اور اہل لغت نے کئے ہیں، تفسیر الطبری میں علّامہ ابو جعفر محمد کہتے ہیں کہ **اَلسَّلَام** وہ ذات ہے جس کی مخلوق اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔

ابو الحسن الترمذی کے نزدیک **اَلسَّلَام** اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کو **اَلسَّلَام** اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہر نقص، عیب اور فنا سے سلامت ہے۔

بعض دوسرے علماء کے نزدیک اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان آفتوں سے سلامت ہے جو دوسروں کو تغیّر اور فنا وغیرہ کی پہنچتی رہتی ہیں نیز یہ کہ وہ ایسا باقی رہنے والا دائمی وجود ہے کہ تمام مخلوقات فنا ہو جائیں گی مگر اس پر فنا نہیں۔ وہ ہر ایک چیز پر دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

تفسیر رُوح البیان میں لکھا ہے **اَلسَّلَام** ہر قسم کی آفت اور نقص سے محفوظ ہے، تمام تر نقائص سے پاک ہونے کی وجہ سے اور سلامتی عطا کرنے میں بڑھا ہوا ہونے کی وجہ سے اُسے **اَلسَّلَام** کہا گیا ہے۔ امام غزالی اللہ تعالیٰ کے **اَلسَّلَام** ہونے کی بابت فرماتے ہیں کہ وہ ہستی جس کی ذات ہر عیب سے اور جس کی صفات ہر نقص سے اور جس کے کام ہر قسم کے شر سے محفوظ اور پاک ہوں۔ امام راغبؒ نے اس بارے میں مزید وضاحت فرمائی ہے، یہ لکھتے ہیں کہ **اَلسَّلَام** اور اَلسَّلَامۃ ان معنوں میں ہے کہ وہ ہر قسم کے ظاہری اور باطنی عیوب و نقائص سے خالی ہے اور جب اللہ کی نسبت **اَلسَّلَام** کہیں گے تو مراد یہ ہو گا کہ اس میں انسانوں والے عیوب و نقائص نہیں ہوتے۔

امام راغبؒ لکھتے ہیں کہ عبد السلام یعنی خدائے سلام کا بندہ وہ ہے جو **اَلسَّلَام** کا مظہر ہو، خدائے **اَلسَّلَام** اس کو ہر نقص، آفت اور عیب سے محفوظ رکھتا ہے۔

مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ حقیقی سَلَام صرف جنت میں ہی ہے۔

یہی مضمون اس آیت کریمہ میں ہے کہ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الانعام:128)

کہ ان کے لئے ان کے ربّ کے پاس امن کا گھر ہے اور وہ ان نیک کاموں کے سبب سے جو وہ کیا کرتے تھے ان کا ولی ہو گیا ہے۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے **اَلسَّلَام** کے تحت لکھا ہے کہ تمام عیوب سے مبرّا، سلامتی کا دینے والا۔ اَور لکھا ہے کہ

"اسلام کا اصل سرچشمہ اَور اُس کا حقیقی منبع اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہے جس کا نام **اَلسَّلَام** ہے۔ قرآنِ کریم میں اِس مبارک نام کا مبارک ذکر اِس کلمۂ طیّبہ میں آیا ہے۔ **هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَااِلٰهَ اِلَّاهُوَ۔ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ** یعنی وہی اللہ ہے۔ کوئی معبود اَور کاملہ صفات سے موصوف اس کے سوا نہیں۔ وہ حقیقی بادشاہ ہر ایک نقص سے منزّہ وبے عیب وسلامت ہے۔ اَور اسلام کا حقیقی ثمرہ دارالسّلام ہے جس کا آسمان وزمین اَور درودیوار اور اس کے تمام یارو غمگسار طیّب ہوں گے اور اِن کے میل جول میں سلامتی وسلام ہی ہو گا۔"

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 69)

حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے **اَلسَّلَام** کے تحت لکھا ہے۔

"**خدا تعالیٰ کا ایک نام... اَلسَّلَام** بھی ہے۔ اب اگر ہم اِس نام کی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنے بچوں کا نام رکھیں گے تو عبد السلام نام رکھیں گے یا کسی پر سلامتی پہچانا چاہیں گے تو سَلَام عَلَيْهِ یا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہیں گے۔ لیکن اِس کے کبھی یہ معنی نہیں ہوں گے کہ تم قتل نہیں کئے جاؤ گے یا صلیب پر نہیں لٹکائے جاؤ گے۔ اسی طرح ہم نمازوں میں بھی کہا کرتے ہیں کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ لیکن ہم یہ کبھی نہیں کہیں گے کہ اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ سوائے اس کے کہ کبھی استعارہ کے طور پر کوئی شخص اس لفظ کا استعمال کرے۔ مثلاً کوئی شخص خدا تعالیٰ کا تصوّر اپنے ذہن میں لائے اور اُس کی محبّت میں محو ہو کر ایک ربودگی کی کیفیت میں اُسے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کہہ دے۔ اگر وہ ایسا کہے تو وہ محض ایک استعارہ ہو گا۔ اِسے حقیقت پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ بہر حال جب ہم کسی کے متعلق سلامتی کا لفظ استعمال کریں گے تو یہی مراد لیں گے کہ وہ شخص انسان ہے اور سلامتی کا محتاج ہے اور ہمارے ذہن میں اُس وقت یہ مضمون بھی ہو گا کہ سلامتی دینے والا صرف خدا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 228)

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک سَلَام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں رکھا ہے اس لئے تم آپس میں سَلَام کو پھیلاؤ۔

(الادب المفرد لامام بخاری باب السلام من اسماء اللہ عزوجل حدیث نمبر 1019)

سلام کو پھیلانا، آپس کی محبت پیدا کرنے کا اور معاشرے میں امن قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ کونسا اِسلام بہتر ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ

(بخاری کتاب الایمان باب اطعام الطعام من الاسلام حدیث نمبر 12)

کہ تم کھانا کھلاؤ اور یہ کہ سلام کہو ہر اُس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے۔

صحابہ کو اس بات کا ادراک ہونے کے بعد کہ سَلَام کتنی اہم چیز ہے، حدیث میں آتا ہے، حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتے اور اگر رستے میں چلتے ہوئے کوئی درخت ہمیں الگ کر دیتا (یعنی ہم چلے جا رہے ہیں اور بیچ میں کوئی درخت آ گیا) تو جب دوبارہ آپس میں ملتے تو پھر ایک دوسرے کو سَلَام کہتے تھے۔

(الترغیب والترھیب جزء 3 الترغیب فی افشاء السلام وماجاء فی فضلہ... حدیث نمبر 3989 صفحہ 373)

سہل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ

(مسند احمد بن حنبل، مسند معاذ بن انس، جلد 5 صفحہ 377 حدیث 15729 مطبوعہ بیروت 1998ء)

کہ وہ شخص سلامتی والا ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔

نماز کے اختتام پر دونوں طرف اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہنے کا فلسفہ بھی یہ ہے کہ دائیں اور بائیں اطراف کے لوگوں کو سلامتی اور امن کا پیغام دیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ ایک مجلس میں ایک شخص آیا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا اور بیٹھ گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا وَعَلَیْکُمُ السَّلَام وَرَحْمَۃُ اللّٰہ، پھر دوسرا شخص آیا۔ اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ۔ آپؐ نے فرمایا وَعَلَیْکُمُ السَّلَام وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، تیسرا شخص آیا اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ آپؐ نے فرمایا وَعَلَیْکُمُ السَّلَام اس پر ایک قریب بیٹھے ہوئے صحابی نے پوچھا کہ باقی دو کو تو آپؐ نے دعائیہ کلمات کہے اور بڑا اچھا جواب دیا۔ اس کو صرف وَعَلَیْکُمْ کہا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ انہوں نے جتنا سلام کیا تھا اس میں گنجائش تھی کہ بہتر کر کے لوٹا سکتا، اس لئے ان کو مَیں بہتر کر کے سلام واپس کرتا رہا ہوں۔ اس شخص نے بہترین دعائیہ کلمات کہے اس کے علاوہ کچھ اور جواب بنتا نہیں تھا تو مَیں نے کم از کم اس حکم کے تحت کہ وہی چیز لوٹا دو مَیں نے وَعَلَیْکُم کہہ کر اسی طرح کا اس کو سلام واپس کر دیا۔

(مجمع الزوائد للھیثمی کتاب الادب باب حد السلام حدیث نمبر 12748)

یہ سلامتی پہنچانے کا طریقہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سَلَام کو رواج دینے اور اس کی برکات کی طرف توجہ دلانے، سلامتی اور دعاؤں سے بھری ہوئی مجالس کے قیام کے لئے کس طرح توجہ دلایا کرتے تھے اس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص آپؐ کے پاس سے گزرا اُس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اس پر آپؐ نے فرمایا دس نیکیاں۔ پھر ایک اور شخص گزرا جس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ۔ اس پر آپؐ نے فرمایا 20 نیکیاں۔ پھر ایک اور شخص گزرا اور اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ۔ اس پر آپؐ نے فرمایا 30 نیکیاں۔ پھر ایک شخص مجلس سے اٹھا اور اس نے سَلَام نہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لگتا ہے کہ تمہارا ساتھی بھول گیا ہے۔ جب تم میں سے کوئی بھی مجلس میں آئے تو اسے چاہئے کہ وہ سَلَام کہے۔ اگر وہ بیٹھنے کے لئے جگہ پائے تو اسے چاہئے کہ وہ بیٹھ جائے اور جب کوئی کھڑا ہو تو وہ سَلَام کہے۔

(الادب المفرد لامام بخاری باب نمبر 451 فضل السلام حدیث نمبر 1015)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سَلَام کو پھیلاؤ۔ اس سے تم سلامتی میں آجاؤ گے، تمہارے گھر بار اور معاشرہ سب سلامتی میں آجائے گا۔

(الترغیب والترھیب جزء 3 الترغیب فی افشاء السلام وماجاء فی فضلہ... حدیث نمبر 3979 صفحہ 372)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سلام کو پھیلاؤ تا کہ تم غلبہ پا جاؤ۔

(الترغیب والترھیب جزء 3 الترغیب فی افشاء السلام وماجاء فی فضلہ... حدیث نمبر 3984 صفحہ 373)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہدایت فرمائی ہے کہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا۔ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (النور:28)

کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو، یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیجو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، سَلَام کر کے اطلاع دینے پر اس قدر پابندی فرمایا کرتے تھے کہ اس کے بغیر جانا آپؐ نے سختی سے منع کیا ہوا تھا۔
ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور اس نے دروازے سے باہر کھڑے ہو کر بغیر سلام کئے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے دوسرے صحابی جو قریب بیٹھے ہوئے تھے انہیں فرمایا کہ باہر جاؤ اور اِسے اجازت لینے کا طریقہ سکھاؤ اور سمجھاؤ کہ پہلے سَلَام کرو اور اجازت لے کر اگر اجازت مل جائے تو اندر آؤ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب استئذان حدیث:5177)

صحابہؓ اس دعا کی گہرائی کو جانتے تھے اور پھر جو دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی اس کے تو صحابہ بھوکے ہوتے تھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ کسی صحابی کی چھوٹی عمر کی لونڈی تھی وہ بازار میں کھڑی رو رہی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے پاس سے گزر ہوا۔ آپؐ نے وجہ پوچھی کہ کیوں رو رہی ہو؟ اس نے بتایا کہ فلاں کام سے مجھے گھر والوں نے بھیجا تھا اور یہ نقصان ہو گیا ہے یا اس کا کوئی حرج ہو گیا ہے اور اب مَیں گھر والوں کی سختی کی وجہ سے ڈر رہی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ہو گئے اور اس گھر میں پہنچے۔ سَلَام کیا لیکن اندر سے جواب نہیں آیا۔ دوسری دفعہ سَلَام کیا پھر جواب نہیں آیا۔ پھر تیسری دفعہ سَلَام کیا تو گھر والے باہر نکلے اور سلام کا جواب دیا تو آپؐ نے پوچھا کہ پہلے کیوں جواب نہیں دیا تھا، کیا میرے پہلے اور دوسرے سَلَام کی آواز تمہیں نہیں پہنچی تھی؟ انہوں نے عرض کی کہ ضرور پہنچی تھی۔ لیکن ہم تو اس موقع سے فائدہ اٹھا رہے تھے کہ آپ سے سلامتی کی دعائیں لیں۔ اس سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے کہ اللہ کا رسولؐ ہم پر سلامتی کی دعا بھیج رہا ہے۔ جس گہرائی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلامتی کی دعا دیتے ہوں گے اُس تک تو کوئی نہیں پہنچ سکتا اور جن کے حق میں دعا قبول ہوتی ہو گی ان کی تو دنیا و آخرت سنور جاتی ہو گی۔ گھر والے یہ بھی ادراک رکھتے ہوں گے کہ اگر تیسری دفعہ بھی جواب نہ دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس نہ چلے جائیں کیونکہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تین دفعہ سلام کرنے کے بعد بھی گھر والے جواب نہ دیں تو قرآنی حکم کے مطابق پھر واپس چلے جاؤ۔ بہر حال اس لونڈی کے ساتھ آ کے آپ نے جہاں گھر والوں کو سلامتی کی دعاؤں سے بھر دیا وہاں اس لونڈی کو بھی آپ کی وجہ سے گھر والوں نے آزاد کر دیا اور وہ بھی اس سلامتی سے حصہ لیتے ہوئے غلامی کی قید سے آزاد ہو گئی۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد کتاب علامت النبوۃ باب فی جودہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد 8 صفحہ 410-411)

سلام کا حکم صرف غیروں کے لئے ہی نہیں بلکہ جب اپنے گھروں میں داخل ہو تو بھی سلامتی کا تحفہ بھیجو اس سے گھروں میں برکتیں پھیلیں گی اور یہ احساس بھی رہے گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تحفے کے بعد میرا رویّہ گھر والوں سے کیسا ہونا چاہئے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (النور:62)
کہ جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں پر اللہ کی طرف سے ایک بابرکت پاکیزہ سلامتی کا تحفہ بھیجا کرو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیات کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم عقل کرو۔
اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے کس طرح قرآنی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو اپنے صحابہ میں رائج فرمایا جس سے یہ لوگ سلامتی کا پیغام پہنچانے اور سلامتی کا پیغام پھیلانے میں کس قدر کوشاں رہتے تھے۔ اس کی ایک دو مثالیں دیتا ہوں۔
"شیخ محمد علی آف مسانیاں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں نماز فجر باجماعت ادا نہ کر سکا تو مَیں نے نماز گھر پر ہی ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مَیں کسی کام سے بازار کی طرف آ رہا تھا کہ دارالانوار کے راستے پر حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے آتے دکھائی دیئے۔ مَیں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ آج تو مَیں ضرور حضرت مولوی صاحب سے سلام کرنے میں سبقت لے جاؤں گا۔ مَیں ابھی اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی فکر میں ہی تھا کہ حضرت مولوی صاحب نے حسب دستور کافی فاصلے سے بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا۔ مَیں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مولوی صاحب مصافحہ کرتے ہی فرمانے لگے۔ شیخ صاحب! اگر انسان نماز باجماعت ادا کرنے سے رہ جائے تو اُسے وہ نماز مسجد میں ہی ادا کرنی چاہئے۔ مَیں حضرت مولوی صاحب کی اس فراست پر حیران رہ گیا کہ کس طرح انہوں نے میرے ذکر کئے بغیر میری اس غفلت کو بھانپ لیا۔" (نجم الہدیٰ سوانح حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ صفحہ 170 مطبوعہ رضا سنز پرنٹرز لاہور)

اسی طرح حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے بارے میں دوسری روایت ہے۔ مولوی عبدالرحیم صاحب عارف مبلغ سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ

"گھریلو زندگی آپؓ کے وجود سے گویا جنت کا نمونہ تھی جب آپؓ گھر میں تشریف لاتے تو بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتے۔ پھر جوں جوں گھر کے ایک ایک فرد سے ملاقات ہوتی ان کو الگ الگ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتے۔ بچوں سے مصافحہ کرتے، چھوٹے بچوں کو پیار سے اٹھا لیتے اور کافی دیر تک خاص محویت کے عالَم میں خاموش صحن میں ٹہلتے رہتے اور لبوں پر دعائیں جاری ہوتیں۔"

(سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ مرتبہ ملک نذیر احمد ریاض صفحہ 76)

تو یہ تھے وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پائی اور پھر کس طرح سلامتی بکھیرنے والے اور محبتیں بکھیرنے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ (یٰسٓ:59)

سلام کہا جائے گا ربّ رحیم کی طرف سے۔

پھر فرمایا:

سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ (الرعد:25)

پس تمہارے لئے سلامتی ہو کیونکہ تم ثابت قدم رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"سلام تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ خدا تعالیٰ کا سلام وہ ہے جس نے ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا۔ جس کو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں، اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے۔

قرآن شریف میں آیا ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ (یٰسٓ:59)۔ ایک دفعہ ہم کو کثرتِ پیشاب کے باعث بہت تکلیف تھی۔ ہم نے دعا کی۔ الہام ہوا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ اسی وقت تمام بیماری جاتی رہی۔ سلام وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 244)

اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سلام بھجواتا ہے۔ قرآن کی سورۃ الرعد میں آتا ہے کہ

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِکَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ۔ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ

(الرعد:25-24)

یعنی دوام کی جنتیں ہیں، ان میں وہ داخل ہوں گے۔ ایسی ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بھی جو ان کے آباؤ اجداد، ان کی ازواج اور ان کی اولاد میں سے اصلاح پذیر ہوئے اور فرشتے اُن پر ہر دروازے سے داخل ہو رہے ہوں گے۔ سلام ہو تم پر بسبب اس کے جو تم نے صبر کیا۔ پس کیا ہی اچھا ہے گھر کا انجام۔

جنّتی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ۔ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ۔ (ابراھیم:24)

یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ایسے باغات میں داخل کئے جائیں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں وہ اپنے ربّ کے حکم کے ساتھ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ان کا تحفہ ان جنتوں میں سلام ہو گا۔

مؤمن کی نشانی بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان:64)

کہ رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواب میں کہتے ہیں سَلَام۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں"۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63)

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"مجھے میرے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا ہے: اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِيْ۔ قُلْ لِّيْ الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ قُلْ لِّيْ سَلَامٌ۔ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ يَاْتِيْ نَصْرُ اللّٰهِ۔ اِنَّا سَنُنْذِرُ الْعَالَمَ كُلَّهٗ۔ اِنَّا سَنَنْزِلُ۔ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا۔ یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ کہہ آسمان اور زمین میرے لئے ہے۔ کہہ میرے لئے سلامتی ہے۔ وہ سلامتی جو خدا قادر کے حضور میں سچائی کی نشست گاہ میں ہے۔ خدا اُن کے ساتھ ہے جو اُس سے ڈرتے ہیں اور جن کا اصول یہ ہے کہ خلق اللہ سے نیکی کرتے رہیں۔ خدا کی مدد آتی ہے۔ ہم تمام دنیا کو متنبّہ کریں گے۔ ہم زمین پر اتریں گے۔ مَیں ہی کامل اور سچا خدا ہوں میرے سوا اور کوئی نہیں۔"

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 83-84)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ، اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"اے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تُو لوگوں کو توجّہ دلا اُس خدا کی طرف جو باشادہ ہے، پاک ہے اور **اَلسَّلَام** یعنی دُنیا کو امن دینے والا اور تمام سلامتیوں کا سرچشمہ ہے۔ یعنی جس طرح ماں باپ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے کہ اُن کے بچے لڑیں جھگڑیں یا فساد کریں۔ بلکہ وہ امن شکن کو سزا دیتے اور امن قائم رکھنے والے بچّے سے پیار کرتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 51)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے وارث اُس وقت بنیں گے جب ہم اس تعلیم کے مطابق صفت سَلَام کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی سلامتی کے نیچے آنے کی کوشش کریں گے۔ ہم لوگ کتنے خوش قسمت ہیں کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہم میں امام بھیجا اور پھر یہ توفیق دی کہ اس امام کو مانیں، اس مسیح و مہدی کو مانیں جس کو سَلَام پہنچانے کا بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور جس کو سَلَام کہتے ہوئے اپنے پیارے ہونے کا مرتبہ و مقام اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ یعنی خود اللہ تعالیٰ نے آپ پر سَلَام بھیجا ہے۔ جیسا کہ ایک الہام میں آپ کو فرمایا "سَلَامٌ عَلَيْكَ يَآ اِبْرَاهِيْمُ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ذُوْ عَقْلٍ مَتِيْنٍ" تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم! تو آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امانتدار اور قوی العقل ہے۔ (تذکرہ صفحہ 82 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس ان تمام فیوض سے فیضیاب ہونے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے اور اس سَلَام سے حصہ لینے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا، ہدایت کے اس سرچشمے کی ہر ہدایت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا اور جس کے عشق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابراہیم کے نام سے پکار کر سَلَام بھیجا تا کہ وہ تمام آگیں بھی اللہ تعالیٰ ٹھنڈی کر دے جو مخالفین نے آپؑ کے خلاف بھڑکائی تھیں۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف مخالفین نے آگ جلائی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپؑ کو فرمایا ہے وَنَظَرْنَا اِلَيْكَ وَقُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اور ہم نے تیری طرف نظر کی اور کہا کہ اے آگ! جو فتنے کی آگ قوم کی طرف سے ہے اس ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا۔ (تذکرہ صفحہ 39 - 40 ایڈیشن چہارم)

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپؑ کی زندگی میں جو بھی آگ بھڑکائی گئی وہ نہ صرف ٹھنڈی ہوئی بلکہ آپؑ کے لئے سلامتی کا پیغام لائی... تو اس زمانے میں بھی مخالفت کی جو آگ دنیا کے کسی بھی خطے میں جماعت کے خلاف بھڑکائی گئی یا بھڑکائی جا رہی ہے وہ ضرور ٹھنڈی ہو گی ان شاء اللہ... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے جو ایک وعدہ ہے اور ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ سَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ صَافَيْنَاهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ۔ تَفَرَّدْنَا بِذٰلِكَ فَاتَّخِذُوْا مِنْ

مَّقَامِ اِبۡرَاهِيۡمَ مُصَلًّى کہ ابراہیم پر سلام ہو۔ ہم نے اس کو خالص کیا اور غم سے نجات دی۔ ہم نے ہی یہ کام کیا سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو۔ (تذکرہ صفحہ 85 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس دعائیں کرنا اور اللہ تعالیٰ کو پہچاننا اور وحدانیت کا صحیح فہم وادراک حاصل کرنا۔ یہ ہے جو اس زمانے کے ابراہیم کے نقش قدم پر چلنے والوں کو بھی زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر فرمایا کہ اے ابراہیم! تجھ پر سلام، ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چن لیا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ پس جس کو اللہ تعالیٰ نے خالص دوستی کے ساتھ چن لیا ہے اس کی طرف منسوب ہونے والوں کو کیسا ہونا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ 11/ مئی 2007ء)

(اس تقریر کی تیاری میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے چار خطبات جمعہ سے مدد لی گئی)

(کمپوزڈ: زاہد محمود)

